OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

ہندومت اور اسلام کا تصورِ روح: تحقیقی و تقابلی مطالعہ

The Concept of Soul in Hinduism and Islam: A Critical and Comparative Study

Atique Ahmad

Doctoral Candidate, Lahore Garrison University, Lahore

Dr. Hafiz Irfanullah

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore

Abstract

The concept of the soul is central in both Hinduism and Islam but is understood in fundamentally different ways. Hinduism upholds the doctrine of reincarnation (*saṃsāra*), where the soul undergoes repeated cycles of birth and rebirth, determined by one's actions (*karma*). Liberation (*moksha*) is achieved only when the soul is purified and freed from this cycle, ultimately merging with the divine. This belief reflects a deeply philosophical approach to existence, morality, and destiny. Islam, however, categorically rejects reincarnation. The Qur'an and Hadith affirm that human life is a single and final test, followed by death, *barzakh* (the intermediate state), and resurrection on the Day of Judgment. The soul, created by God, continues after death and faces eternal reward or punishment in accordance with faith and deeds. Islam emphasizes human dignity, accountability, and the finality of death, presenting a linear view of life and the hereafter. This article critically reviews the Hindu concept of reincarnation and contrasts it with Islamic teachings, highlighting the

CC BY

profound differences in their approaches to life, death, and ultimate salvation.

Keywords: Soul, Reincarnation, Karma, Afterlife, Comparative Religion

تمہید

قدیم دور سے روح اہل ہند کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے ان کے صرف مذہب ہی میں نہیں زندگی کے ہر انداز میں ہر چیز روح رکھتی ہے۔ صحیح معنوں میں ہندومت ارواح پرستی سے ترقی نہ کر سکا۔ آتما کے یقین نے ان کو ہر چیز کے سامنے سجدہ ریز کیا کہ کائنات کی ہر چیز میں روح ہے اس بنا پر مختلف، نباتات، حیوانات اور جمادات کی پوجا ان کے عقیدے کا حصہ تھی. آریا سورج کے پجاری جبکہ دراوڑی بارشوں، آگ، مٹی اور ہوا کے دیوتاوں کو معبود سمجھتے تھے۔ ہندووں کی تمام مقدس کتب دینیات میں عقیدہ روح کے بارے میں کسی نہ کسی طور پر بات کی گئی ہے۔ باقی قدیم اقوام کی طرح جو ایک نامناسب شکل میں تناسخ ارواح کا یقین رکھتے تھے وید کی ایک مناجات میں مبہم الفاظ میں اشارہ دیا گیا ہے۔

"باقی قدیم اقوام کا عقیدہ تھا کہ مرنے والوں کی ارواح کسی طبعی شے کسی جانور یا کسی پودے میں شکل انسانی میں جنم لینے سے قبل رہتی ہے لیکن چونکہ برہمنوں کی کتاب مقدس میں رگ وید کی آرزو سے پر ہونا کا مکمل اثر نہ لینے کی صورت میں ان کو حیات مابعد میں بھی موت کا امکان دکھائی دیتا ہے"۔[1]

آتما کا شعور حاصل ہونا ہندومت میں آسان نہیں سمجھا جاتا۔ یہ صرف اس صورت میں واقع ہو سکتا ہے جب دیگر تمام ممکنہ شناختوں کو پڑھنے کے بعد ناقص اور ادھوری ہونے کی بنا پر چھوڑ دیا جائے یہ کوئی ایسی سچائی نہیں جو سیکھی جا سکے بلکہ ایک وجدان ہے جو کسی فرد کو بتدریج شعوری آگاہی سے مطلع کرتا ہے۔ ہندو سوچ آتما کو غیر زمانی سمجھتی ہے جس کو کوئی ابتداء نہیں اور یکتا غیر ممیز حقیقت کے ساتھ شناخت رکھتی ہے آتما مختلف جسموں میں مسلسل ایک طبعی صورت اختیار کرتی ہے جسے جسم نو یا "اوتار" کہا جاتا ہے۔ "جب بہت سی شمعیں ایک دوسری سے روشن ہوتی ہیں تو یہ وہی شعلہ ہوتا ہے جو تمام شمعوں میں جلتا ہے اسی طرح ایک برہما ان گنت میں ظاہر ہوتا ہے"۔[2] ہندومت کے مطابق روح اعمال کے سبب بار بار مختلف روپ میں آتی ہے تناسخ کے نظریہ کے مطابق دنیا میں موجود تمام حیوانات ، جمادات، نباتات پچھلے گناہوں کے اثرات و ثمرات ہیں۔ "چندوگیا اپنشد کے مطابقموت واقع ہو جانے کے بعد انسانی روحیں چاند یا دیگر سیاروں کی طرف پرواز کر جاتی ہیں یہاں تک کہ ان کے ثمرہ حیات کا فیصلہ ہو جاتا ہے اب وہ بارش کے قطروں میں واپس آتی ہیں اور غذا بن جاتی ہیں اس غذا کو لوگ کھاتے ہیں اس طرح یہ روحیں انسانی جسموں میں داخل ہو جاتی ہیں تناسخ کا یہ عقیدہ اپنشدوں سے قبل "ویدوں" میں نہیں ملتا۔

بھگوت گیتا میں روح کا تصور

بھگوت گیتا میں یوگا کی تین حالتوں کا ذکر ہے علم کا یوگا، عمل کا یوگا اور مراقبے کا یوگا، ان کے ذریعے سے پرماتما میں ضم ہونے کا امکان ہے چونکہ زندگی میں اولین چیز روح ہے۔ کرشن مہاراج کے مطابق " آتما امر ہے ان کے مطابق جسم کے اندر رہ کر مختلف ادوار بچپن، بڑھاپے اور موت کے بعد اس جسم کو چھوڑ کر نئے جسم میں منتقل ہو جاتی ہے۔ گیتا کے مطابق وقت کے آغاز ہی سے روح جسموں میں موجود ہے انسان فنا ہو جاتا ہے مگر روح لافانی ہے۔"

"جس طرح انسان پرانا لباس چھوڑ کر نیا لباس پہنتا ہے اس طرح آتما پرانا لباس چھوڑ کر نیا لباس پہنتی ہے اس طرح آتما پرانے ناکارہ اجسام چھوڑ کر نئے اجسام حاصل کرتا ہے۔[3]

روح کے لغوی معنی

آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا میں روح کی تعریف یوں کی گئی ہے

"ایک جاندار کی روح سے مراد اسکی وہ قوت حیات ہوتی ہے جو کہ اسکو غیر جانداروں اور بے جان شدہ جانداروں سے منفرد بناتی ہے۔ اس کے لئے انگریزی میں لفظ Spirit آتا ہے جس کی تشریح پر انحصار کیا گیا ہے اور اس کے مختلف ایسے پہلوؤں پر جن کے بارے میں مختلف طبقہ فکر اور علماء مختلف انداز فکر رکھتے ہیں"۔[4]

امام راغب اصفہانی روح کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔"روح" اور "روح" دراصل ایک ہی ہے روح کا اطلاق سانس پر بھی ہوتا ہے اور کیونکہ سانس روح کا ایک جزو ہے اور روح کا اطلاق اس چیز پر بھی ہوتا ہے جس کے ذریعے زندگی حرکت، منافع کا حصول اور مضرات (ضرر رساں چیزیں) سے بچاؤ حاصل ہوتا ہے[5] علامہ سید مرتضیٰ حسینی زبیدی لکھتے ہیں۔"ر" کے پیش کے ساتھ "روح" کا معنی نفس ہے اور آیت کریمہ "وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ" میں روح کی دلیل یہ ہے کہ روح وہ امر ربی ہے جس سے نفوس کی حیات قائم ہے۔[6]

روح کے اصطلاحی معنی

علامہ محمد طاہر پٹنی روح کے بارے میں یوں مرقوم ہیں "جمہور کے نزدیک روح کے معنی معلوم ہے ایک قول یہ ہے کہ وہ خون ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ جسم لطیف ہے اور ظاہری اعضاء کی طرح اس کے بھی اعضاء ہیں۔" اور ایک جگہ روح کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں "وہ سانس ہے جو آرہا ہے اور جارہا ہے ایک قول یہ ہے کہ وہ آرہا ہے اور جارہا ہے کہ وہ حیات ہے"۔[7] علامہ بدر الدین عینی حنفی "عمدۃ القاری" میں روح کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا روح خون ہے اور اس کی تعریف میں ستر قول ذکر کیے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ آیا روح اور نفس ایک ہی چیز ہیں یا نہیں، زیادہ صحیح یہ ہے کہ روح اور نفس متغایر ہیں۔ نفس انسانی وہ چیز ہے جس کی طرف ہم میں سے ہر شخص "میں" "یا" "ہم" سے اشارہ کرتا ہے اور اکثر فلاسفہ نے روح اور نفس میں فرق نہیں کیا انہوں نے کہا نفس لطیف بخاری جوہر ہے (اسٹیم اور بھاپ کی طرح) جو حیات، حس اور حرکت ارادہ کی قوت کا حامل ہے وہ اس کا نام روح حیوانی رکھتے ہیں اور یہ نفس ناطقہ اور بدن کی درمیان واسطہ ہے۔[8]

تناسخ کے لغوی معنی

تناسخ کا لغوی معنی ایک چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے آتے ہیں چونکہ اس حوالے مولنا زبیدی لکھتے ہیں یعنی نسخ کا مطلب ایک چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ہے سید احمد دہلوی " فرہنگ آصفیہ " میں تناسخ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

تناسخ: اسم مذکر۔ آواگون ایک سے دوسری صورت میں ہونا۔ روح کا ایک قالب سے نکل کر دوسرے قالب میں آنا۔ بار بار جنم لینا، چولہ بدلنا۔[9]

شہرستانی اپنی فصل متعلقہ "اصحاب التناسخ" میں اس لفظ کو اس کے وسیع معنوں میں لیتا ہے۔" اس کے نزدیک تناسخ سے مراد وہ عقیدہ ہے جس کی رو سے دنیا کے پے در پے ادوار حیات اور یکے بعد دیگرے نئے وجود اختیار کرنے کو مانا جاتا ہے۔ یعنی تناسخ ادوار واکوار کو) اسکے نزدیک دنیا کی تمام قوموں میں سے ہند کے تناسخی دوسری کی نسبت اس عقیدے کو زیادہ مانتے ہیں۔[10]

تناسخ کا اصطلاحی معنی

روح انسانی کا ایک بدن سے دوسرے بدن کی طرف منتقل ہونے کے عمل کو عربی میں "التناسخ" جبکہ سنسکرت میں اسے اواگون یعنی (آنا جانا) اور ہندی میں پونر جنم کہا جاتا ہے یہ ایک قدیم ہندی عقیدہ ہے جس کی رو سے جب انسان مر جاتا ہے تو اس کی روح کسی اور جسم (جسم انسانی، حیوانی یا نباتی) میں منتقل ہو سابقہ اعمال کے مطابق جو اس نے پہلے کیے ہیں سعادت یا بد بختی کا شکار ہوتا ہے اسی طرح روح اپنے عمل کے حساب سے کئی جسموں کا مکین بن کر راحت واذیت سے دوچار ہوتا رہتا ہے ان کے ہاں یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو نہ ختم ہونے والا ہے۔ حافظ شیخ ابو خالد ابراہیم محمد عبد المالک المدنی تناسخ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"اس عقیدہ کے مطابق رواحوں کے تعداد محدود ہے خدا (نعوذ اباللہ) نئی روح پیدا نہیں کر سکتا اس وجہ سے ہر روح کو اس کے گناہ کی وجہ سے آواگوان کے چکر میں ڈال رکھا ہے"۔[11]

حافظ محمد شارق عقیدہ تناسخ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔" یہ وہ واحد عقیدہ ہے جو تمام ہندوؤں میں مشترکہ طور پر مسلم ہے ہندی زبان میں اسے آواگوان کہا جاتا ہے۔ جس کے مطابق پچھلے اعمال کرم یعنی گناہوں کے باعث بار بار جنم لینا ہے جزا اور سزا کے اس تصور کو ہندو کرم کہتے ہیں اعمال کی جزا و سزا کے سلسلہ میں ہندوؤں کا عقیدہ اس نظریہ کے گرد گھومتا ہے۔ جس کے مطابق حیوانات، نباتات، معذور غریب وغیرہ سب اپنے پہلے جنم میں غموں سے آزاد تھے لیکن اپنے برے اعمال کے سبب ان کی روح یہ صورت و شکل اختیار کر گئی اور تمام خوشحال انسان اپنے پچھلے جنم میں اچھے کاموں کا ثمر حاصل کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص معذور ہے تو یہ دراصل اس کے پچھلے جنم کے برے اعمال کا نتیجہ ہے اور ایک شخص طاقتور اور صحت مند ہے یہ اس کے اچھے اعمال کا نتیجہ ہے۔ جو اس نے پچھلے جنم میں کیے ہندومت میں نجات (مکتی) کو اہمیت دی گئی ہے جس کے مطابق خدا انسان کے گناہوں کو معاف نہیں کرتا اور نہ ہی بعد الموت اس کی روح کو گناہوں سے پاک کر سکتا ہے۔ اور چونکہ انسان کی روح اسی سے نکلی ہے اس لیے انسانی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اس کی روح خدا میں ضم ہو جائے لیکن روح تب تک ضم نہیں ہوتی جبتک وہ گناہوں سے پاک نہ ہو جائے۔ لہٰذا پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے روح کو تب تک جنم لینا ہوتا ہے جب تک روح اپنے اعمال کا صلہ مختلف صورتوں میں بھگت کر پاک نہ ہو جائے اور بار بار پیدائش کے چکر سے نجات نہ پا لیے۔ جب یہ روح مکمل طور پر پاک ہو جاتی ہے تو پھر یہ بھگوان میں جا ملتی ہے"۔[12]

تناسخ کا مفہوم

تناسخ نسخ سے ماخوذ ہے جس کے ایک معنی نقل مکانی کے آتے ہیں اپنشد میں تناسخ کی ایک مثال ان الفاظ میں بیان کی ہے " جس طرح ایک سنڈی ایک پتے سے دوسرے پتے پر منتقل ہو جاتی ہے اس طرح روح بھی ایک جسم سے دوسرے جسم تک منتقل ہو جاتی ہے اور ایک نیا وجود اختیار کر لیتی ہے"۔[13] مولانا ابو الکلام آزاد "ترجمان القرآن" میں تناسخ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں۔ "ہندوؤں میں آخرت کی زندگی اور جزا کے لئے آواگون (تناسخ) کا عقیدہ پیدا ہوا۔ قدیم ہندو مذہب اور پیروان بدھ اور

چینی تینوں اس میں متفق ہیں قدیم مصریوں کے عقائد میں بھی اس کا سراغ ملتا ہے اور بعض حکماء یونان بھی اس طرف گئے ہیں۔"۔[14]

دوسرے مصنفین کی طرح البیرونی نے بھی اہل تناسخ کی قسمیں ذکر کی ہیں جو درجہ بندی کے اعتبار سے چار بنتی ہیں

اہل نسخ: ان کا اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح کسی دوسرے انسان میں منتقل ہوتی ہے اگر مرنے والا انسان اچھا ہو تو اس کی روح نیک انسان کے بدن میں منتقل ہوتی ہے اور اگر برا ہو تو اس کی روح کفار کے بدن میں منتقل ہوتی ہے۔

اہل مسخ: ان کے عقیدے کے مطابق مرنے والا ایک نیک ہو تو اس کی روح بلبل اور طوطے جیسی پرندوں میں منتقل ہوتی ہے اور اگر مرنے والا برا آدمی ہو تو اس کی روح کتے اور سور جیسے برے حیوانات میں منتقل ہوتی ہے۔

اہل فسخ: ان لوگوں کے مطابق مرنے والا نیک انسان ہو تو اس کی روح مفید نباتات جیسے پھول اور پھلوں میں منتقل ہوتی ہے اور اگر برا ہو تو اس کی روح تلخ اور بدبودار نباتات جیسے پیاز اور لہسن میں منتقل ہوتی ہے۔

اہل رسخ: ان کا عقیدہ ہے کہ نیک انسانوں کی روح قیمتی معدنیات جیسے سونا چاندی اور جواہرات میں منتقل ہوتی ہے اور برے انسانوں کی روح گھٹیا اور بے کار معدنیات جیسے ٹھیکروں اور سنگریزوں میں منتقل ہوتی ہے۔[15]

علامہ شہرستانی نے "اصحاب التناسخ" کے عنوان سے اس عقیدے پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔"دوسرے معنوں میں تناسخ سے مراد روح الہی کا دنیا کی مخلوق میں حلول کر جاتا اور تقسیم ہو جاتا ہے اہل تشیع کے انتہا پسند طبقہ بھی تناسخ کا قائل ہے اور جز الہی کے کلی یا جزوی طور پر انسانوں میں حلول کا عقیدہ رکھتے ہیں اس طرح اہل تناسخ نے یہ عقیدہ مجوس میں مزوکیہ، ہندووں میں برہمن اور فلاسفہ میں صائبہ سے لیا ہے۔[16] اپنشد میں تناسخ کی سہل تر وضاحت ایک سادہ سی مثال سے ان الفاظ میں کی گئی ہے "جس طرح ایک تتلی ایک پھول سے رس چوس کر دوسرے پھول کا رخ کرتی ہے اس طرح روح اپنے جسم سے نکل کر ایک نئے جسم میں وجود پذیر ہوتی ہے"۔ تناسخ کی تاریخ صدیوں پرانی ہے اور ہندووں کے بنیادی عقائد میں اس کا شمار ہوتا ہے اس عقیدہ کی رو سے روحیں اپنے اعمال کے نتیجہ میں جنم لیتی رہتی ہے اور اس جنم کے چکر سے کسی طرح آزاد نہیں ہو پاتیں اگر کوئی شخص نیک عمل کرتا ہے تو اسے اچھا جنم دیا جاتا ہے بد اعمال شخص برے جنم میں ڈالا جاتا ہے کائنات کی پیدائش سے یہ دور چلا آیا ہے اور اسی طرح جاری رہے گا۔ ہندووں کے ہاں اس جونی چکر سے نجات حاصل کرنے کے تین مختلف طریقے ہیں چونکہ انسانوں کے اندر صلاحتیں مختلف ہوتی ہیں تو کوئی بھی شخص اپنے مزاج اور صلاحیت کے اعتبار سے اس میں سے ایک راستے کا انتخاب کر کے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

کرما مارگ

کرما سے مراد عمل اور سرگرمی ہے اور مارگ سے مراد راستہ اور راہ ہے یہ پہلا طریقہ ہے جس کے ذریعے انسان اس جونی چکر سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔ یہ انسان کے کردار سے وابستہ اور منسلک ہے اس کا تعلق انسان کے ان افعال سے بھی ہے جو بدن سے سرزد ہوتے ہیں اس طریقے کو اپناتے ہوئے مختلف اچھے اور نیک عمل ادا کر کے نجات حاصل کی جاسکتی ہے

جنان مارگ

جنانا کے معنی سمجھ اور علم کے ہیں۔ ہندووں کے نزدیک اور علم کو آخری منزل تصور کیا جاتا ہے جس پر پہنچ کر انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اس کے اور برہما (خدا) کے درمیان کوئی فرق نہیں رہا یہ آزادی کی جانب مختصر مگر تیز ترین سفر ہے۔

بھگتی مارگ

بھگتی بھی سنسکرت کا لفظ ہے جس کے معنی خود کو سپرد اور وقف کر دینے کے ہیں جبکہ ہندو اصطلاح میں اس سے مراد کسی خاص شخص یا دیوتا سے والہانہ عقیدت کا اظہار ہے۔ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جذباتی قسم کے ہوں اور اپنی پسند کے خدا یا خداوؤں کو پوجتے ہوں۔

مکتی

ستیارتھ پرکاش میں مکتی کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے " جس کو حاصل کر کے لوگ رہائی پاتے ہیں یا الگ ہوتے ہیں وہ مکتی ہے یعنی جس میں مخلصی ہو اس کا نام مکتی ہے۔[17] ہندو عقیدہ کے مطابق جب تک مکتی حاصل نہ ہو جائے انسان بار بار جنم لیتا رہتا ہے۔ لالہ جیون داس کے نزدیک

> " مکتی سے مراد ہے کہ غم سے چھوٹ جانا اور جب مکتی حاصل ہو جاتی ہے تو وہ تناسخ کے چکر سے آزاد ہو جاتا ہے۔ یعنی ہندومت میں مکتی صرف اعمال کے اچھے ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔"۔[18]

ہسٹری آف انڈین فلاسفی " میں داس گپتا ہندوؤں کے طریقہ نجات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جو اطاعت اور ریاضت کرنے والے ہوں دیوتاوں کے راستے مختلف منازل طے کرتے جاتے ہیں۔ پھر اس عالم میں لوٹ کر نہیں آتے اور نہ ان کا جنم ہوتا ہے اس کا تقابل آباو اجداد کی راہ سے کیا جاتا ہے جہاں مرے ہوئے ایک عرصہ تک جزا پاتے ہیں اور پھر یہاں جنم لیتے ہیں۔ جو اطاعت شعار ہیں وہ شرادھ وغیرہ ادا کرتے ہیں ان کی منزل مقصود ان سے بالکل مختلف ہے جو عام نیک مثلاً بالعموم دنیوی نوعیت کے کام کرتے ہیں۔[19] مکتی میں یہ امتیاز اپنا کامل ارتقاء حاصل کرتا ہے اپنشد میں نجات یا مکتی کے معنی اس حالت کے ہیں جو ایک انسان حاصل کرتا ہے جب کہ وہ اپنی ذات سے واقف ہو جاتا ہے یہ تناسخ کا متواتر چکر جاہلوں کے لئے ہے وہ عقلمند جو تمام جذبات ترک کر کے خود کو برہما سمجھتے ہیں وہ فی الفور برہما ہو جاتے ہیں اور کسی قسم کی غلامی ان پر اثر انداز نہیں ہوتی پھر ہم خود اصلی علم ہیں ہم لا محدود ہیں، ہمیں موت نہیں، کیونکہ ہم لازوال ہیں پس مکتی کوئی نیا انتساب پیدا اور معلول یا نتیجہ فعل نہیں، بلکہ ہماری فطرت کی صداقت کی طرح ہم میں ہمیشہ رہتی ہے ہم ہمیشہ ناجی اور آزاد ہیں ذات کا حقیقی علم ہمیں نجات کی طرف لے جاتا ہے۔[20]

مکشا(MOKSHA)

مکشا کا مطلب ہے دوبارہ جنم کے تسلسل سے آزادی، ہر ایک ہندو کا یہ عقیدہ ہے ایک نہ ایک دن دوبارہ جنم کا تسلسل ختم ہو جائے گا اور ان کو دوبارہ جنم نصیب نہ ہو گا یہ محض اس وقت ممکن ہو گا جب کوئی کرما موجود نہ ہو گا جس کی بنا پر کسی فرد کو نیا جنم بخشا جائے یعنی وہ شخص اپنا اچھا یا برا کرما کھو بیٹھتا ہے۔

ہندومت کا نظریہ کرم

داس گپتا اپنی کتاب " تاریخ ہندی فلسفہ " میں لکھتے ہیں۔ " نظریہ کرم جس پر سارے ہندی نظامات متفق ہیں کہ جو کوئی کام انفرادی طور پر کیا جاتا ہے وہ اپنے بعد ایک اثر چھوڑتا ہے جو آئندہ اس کو نیک و بد اعمال کے مطابق رنج و خوشی بخشنے کی طاقت رکھتا ہے جب اعمال کے ثمر ایسے ہوں کہ وہ موجودہ زندگی یا انسانی زندگی میں نہ مل سکتے ہوں تو انسان کسی دوسرے وجود میں آتا ہے تاکہ ان اعمال کا پھل چکھ سکے۔[21] گیتا پرکاش " میں کہا گیا ہے " انسان کا جسم کرم یعنی کرموں سے پیدا ہوتا ہے جیسے وہ کرم

کرتا ہے ویسا ہی وہ جنم پاتا ہے اور پھر اس جسم سے نئے کرم شروع کرتا ہے اس طرح کرم سے جسم اور جسم سے کرم کا سلسلہ چلا جاتا ہے "ہندوؤں کا یہ اعتقاد ہے کہ انسان جو کام کرتا ہے خواہ اچھے یا برے وہ ضائع نہیں جاتے بلکہ ان کا پھل ضرور ملتا ہے اور روح انسان کے اچھے یا برے کرموں کے مطابق جسم بدلتی ہے

سمسارا

سمسارا میں کرما اور دھرما عقائد کا اچھا خاصہ عمل دخل ہے یہ تینوں افکار (سمسارا، کرما، اور دھرما) ہندومت میں مکشاء یہ نجات کا سبب تصور کیے جاتے ہیں۔

اسلام میں روح کا تصور

روح کے لغوی معنی

علامہ مرتضیٰ زبیدی روح کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں۔ "روح وہ قوت ہے جس سے انسان کی حیات قائم ہے اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو اس حقیقت کی خبر نہیں دی"۔ "روح وہ ہے جس کے ذریعے انسان سانس لیتا ہے اور یہ پورے جسم میں جاری وساری ہوتی ہے پھر جب یہ نکلتی ہے تو انسان سانس نہیں لے سکتا اور جب مکمل طور پر جسم سے خارج ہو جائے تو انسان کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں اور یہاں تک کہ انہیں بند کرنا پڑتا ہے فارسی میں اسے جان کہتے ہیں"۔[22] علامہ ابو السعادات المبارک بن محمد الاثیر الجرزی روح کے بارے میں اپنا نقطہ نظر اس طرح بیان کرتے ہیں۔ قرآن اور حدیث میں روح کا بار بار ذکر کیا گیا ہے اور اس کا کئی معانی پر اطلاق کیا گیا ہے اور اس کا غالب اطلاق اس چیز پر ہے جس کے ساتھ جسم قائم ہے اور جس کے سبب جسم میں حیات ہے اس کے علاوہ اس کا اطلاق، قرآن وحی، رحمت اور جبریل پر بھی کیا گیا ہے۔[23] ایک اور جگہ روح کے بارے میں علامہ سید مرتضیٰ حسینی زبیدی اپنی "کتاب تاج العروس" میں لکھتے ہیں "ابو بکر انباری نے کہا۔ روح اور نفس ایک ہی چیز ہے البتہ عربی زبان میں روح کا لفظ مذکر ہے اور نفس کا لفظ مونث ہے"۔[24] لغت کے لحاظ سے "روح" دراصل نفس" اور" ڈوڑنے" کے معنی میں ہے بعض لغویوں نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ "روح اور "ریح" (ہوا) ایک ہی معنی سے مشتق ہے اور روح انسان جو مستقل اور مجرد گوہر ہے اسے اس نام سے اس لئے موسوم کیا گیا ہے کہ تحریک حیات آفرینی اور ظاہر ہونے کے لحاظ سے نفس اور ہوا کی طرح ہے"۔[25]

روح کا اصطلاحی معنی

اسلامی مفکر امام غزالی نے اپنی کتاب "انسانی روح کی حقیقت" میں روح کے نکتہ نظر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں. "روح ایک جوہر حادث ہے جو بنفسہ قائم ہے غیر متحیز ہے (یعنی وہ جگہ نہیں گھیرتا) جسم میں نہ داخل ہے نہ خارج ہے وہ جسم سے متصل ہے نہ منفصل ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ روح جسم کی صورت کی طرح ایک لطیف صورت ہے اس کی دو آنکھیں، دو کان، دو ہاتھ اور دو پیر ہیں، اور اس کے ہر عضو کے مقابلہ میں اس کا لطیف عضو ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ انسان کے بدن میں ایک لطیف جسم ہے اور اس کا انسان کے جسم میں اس طرح حلول ہے جس طرح گلاب کے پانی کا گلاب میں حلول ہوتا ہے۔"[26] علامہ سید شریف جرجانی لکھتے ہیں۔ "روح انسانی ایک ایسی لطیف چیز ہے جس کو علم اور ادراک ہوتا ہے اور وہ روح حیوانی پر سوار ہوتی ہے اور وہ عالم امر سے نازل ہوئی ہے عقلیں اس کی حقیقت کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں اور یہ روح کبھی بدن سے مجرد ہوتی ہے اور کبھی بدن سے متعلق ہوتی ہے اور اس میں تصرف کرتی ہے"۔[27]

امام اہلسنت متوفی(134)ہجری شارح بخاری علامہ عینی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔"روح ایک جوہر لطیف نورانی ہے کہ علم سمع وبصر وغیرہ آتمادراک رکھتی ہے کھانے پینے سے بے نیاز گھٹنے بڑھنے سے بری ہے اسلئے فنابدن کے بعد باقی رہتی ہے اسے بدن کی طرح اصلاً احتیاج نہیں۔ ایسا جوہر عالم آب و گل سے نہیں ہوتا بلکہ عالم الملکوت سے تو اس شان یہ ہے کہ بدن کا خلل پذیر ہونا اسے کچھ نقصان نہ پہنچائے جوبات موافق ہو اس سے لذت پائے جو مخالف ہو اس سے درد پہنچے[28] امام عبد اللہ بن مبارک نے اپنی سند کے ساتھ حدیث پاک بیان کی۔

"بے شک دنیا کافر کی بہشت اور مسلمان کا قید خانہ ہے۔جب مسلمان کی جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص زندان میں تھا اب آزاد کر دیا گیا۔ تو زمین میں گشت کرنے اور بافراغت چلنے پھرنے لگا"۔[29]

امام جلال الدین سیوطی متوفی 911 ہجری میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا۔بے شک مسلمانوں کی روحین زمین کے برزخ میں ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔اور کافر کی روحیں سجین میں مقید ہوتی ہیں۔[30] مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای فرمایا! مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مسلمانوں کی روحیں آزاد ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں[31] شاہ صاحب اپنی مشہور تصنیف " الطائف القدس" میں فرماتے ہیں۔"نسمہ" ایک لطیف جسم ہوتا ہے جس کو"جسم ہوائی" کہا جاتا ہے وہ انسان کے تمام بدن میں سرایت کیے ہوئے ہوتا ہے۔وہ فنا نہیں ہوتا بلکہ موت کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔[32]

تصور روح قرآن مجید کے تناظر میں

انسان نے اس مادی جسم کے علاوہ کوئی اور چیز موجود ہے جسے "روح" کہتے ہیں وہ "عالم امر" کی چیز ہے اور خدا کے حکم و ارادہ سے فائز ہوتی ہے۔قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا[33]. کہہ دو کہ روح اللہ کا امر ہے اور تم کو اس کا بہت کم علم دیا گیا ہے۔روح کے بارے میں مختلف اقوال ہیں اطباء روح حیوانی کو ہی روح انسانی کہتے ہیں۔ایک قول ہے کہ روح انسانی بدن میں حلول کیے ہوئے ہے اور بعد حلول کے اس سے متحد ہو گئی جیسا کہ نمک پانی میں حلول کرنے کے بعد متحد ہو جاتا ہے اور افلاطون جس کا یہ عقیدہ ہے کہ روح ایک ہوا ہے جو بدن میں سرایت کیے ہوئے ہے اطباء جو کہتے ہیں کہ مدبر بدن کی حررات عزیزی ہے ان کے قول کی منشاء بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

تصور روح احادیث مبارکہ کی نظر میں

جامع ترمذی ور صحیح بخاری میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ علی بن خشرم، عیسیٰ بن یونس، اعمش ابراہیم، علقمہ حضرت عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہمراہ مدینہ کے ایک کھیت میں جارہا تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس وقت کھجور کی لکڑی سے ٹیک لگائے ہوئے تھے چلتے چلتے یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے۔یہودیوں نے آپس میں کہا کہ ان سے کچھ پوچھنا چاہیے بعض نے کہا نہ پوچھو ورنہ ایسی بات کہے گا جو تمہیں بری لگے گی مگر ان لوگوں نے کہا ابو القاسم روح کے متعلق بتائیں کیا چیز ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تھوڑی دیر کھڑے رہے اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا میں سمجھ گیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر وحی اتر رہی ہے جب وحی آنا بند ہو گئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا"روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے تمہیں اس بارے میں تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[34] اس طرح صحیح بخاری میں بھی حدیث ہے۔ عمر بن حفص، حفص بن غیاث، اعمش ابراہم، علقمہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہمراہ ایک کھیت پر موجود تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے اتنے میں چند یہودی اس طرف گزرے اور کہنے لگے کہ آو۔ ان

سے روح کے متعلق سوال کریں تو بعض نے کہا کیوں پوچھتے ہو یہ تمہارے موافق جواب دیں گے تم یہ سمجھتے ہو بعض نے کہا مگر ایسا بھی نہ کہیں گے جو تم کو برا معلوم ہو آخر انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا آپ خاموش بیٹھے رہے میں سمجھ گیا کہ وحی نازل ہو گئی میں انتظار کرتا رہا وہی وحی ختم ہو چکی تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِؕ-قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًااور تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں تم فرماؤروح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا

رد تناسخ قرآن کی نظر میں

قرآن ارواح کا کسی دوسرے شخص یا جانداروں کی صورت میں جنم لے کر گذشتہ اعمال کی تلافی کرنے کے نظریے کو قبول نہیں کرتا بلکہ اس کا کھلم کھلا مسترد کرتا ہے یہ نظریہ اسلام کے مبادیات اور مسلمہ اصولوں سے متصادم ہے یہ عقیدہ بعث بعد الموت ،جزاو سزااور رسولوں کی جملہ تعلیمات کے بر خلاف ہے[35]. قرآن مجید اس سلسلہ میں ارشاد فرماتا ہے۔

حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَہُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ . لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صٰلِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّہَا كَلِمَةٌ ہُوَقَآئِلُہَاؕ وَ مِنْ وَّرَآئِہِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ[36]. یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے۔شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں ہشت یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں

اہل تناسخ کے ہاں قیامت، حساب کتاب، بہشت دوزخ اور آخرت کے ثواب اور عذاب کی کوئی حقیقت نہیں،وہ کہتے ہیں تقریباً اکثر لوگ مرنے کے بعد مسلسل دنیا میں دوبارہ پلٹ کر آتے رہتے ہیں اور ہر بار دنیا میں اپنے اعمال کے جزاو سزا پاتے ہیں۔

روح کی اقسام

روح حیوانی۔روح انسانی۔

روح حیوانی

"حیوانات کی جنس سے ہے اور روح انسانی ملائکہ کی جنس سے ہے"[37]" روح حیوانی کا تعلق گردش خون سے ہے جبتک گردش خون بر قرار رہے یہ روح بھی موجود ہوگی، گردش رک جائے تو روح ختم ہو جاتی ہے یا نکل جاتی ہے بہ الفاظ دیگر جب تک یہ روح موجود ہو گردش خون بر قرار رہتی ہے اگر روح نکل جائے تو گردش خون ختم ہو جاتی ہے[38]"امام غزالی کے نزدیک روح حیوانی کا سرچشمہ دل ہے یعنی باطن کا بخار لطیف ہے اسکا مزاج متعدل ہے دل سے دیکھتی رگوں کے ذریعہ سے نکل کر دماغ اور سب اعضا میں جاتی ہے اور یہ روح حس و حرکت کی قوت کو اٹھائے ہوئے ہے جب دماغ میں پہنچتی ہے تو اس کی گرمی کم ہو جاتی ہے اور نہایت اعتدال پاتی ہے آنکھ کو اس سے دیکھنے کی قوت ہوتی ہے کان کو اس سے سننے کی قدرت ہوتی ہے اس کی مثال ایک چراغ کی سی ہے جہاں پہنچتا ہے وہاں گھر کی دیواریں روشن ہو جاتی ہیں جس طرح چراغ سے دیواروں پر روشنی پیدا ہوتی ہے۔[39]

روح انسانی

دوسری قسم روح انسانی ہے یا نفسانی ہے جسے روح انسانی بھی کہہ سکتے ہیں روح کی یہ وہ قسم ہے جو دوران خواب سیر کرتی پھرتی ہے روح کی یہ قسم یا روح کا یہ حصہ جب انسان کے جسم کو چھوڑ دیتا ہے تو انسانکے حواس خمسہ کی کارکردگی میں نمایاں کمی واقع ہوتی ہے نیند کے دران قوت باصرہ، لامسہ اور ذائقہ کی کارکردگی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ہاں غل غپاڑہ ہو یا کوئی دوسرا

آدمی سوئے ہوئے آدمی کو آواز دے کر جگا دے تو یہ روح نفسانی دوبارہ جسم میں لوٹ آتی ہے اس طرح تیز قسم کی خوشبو یا بدبو بھی بسا اوقات انسان کے جاگنے کا سبب بن جاتی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان دونوں قسم کی روحوں کا آپس میں نہایت گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے کیونکہ یہ ایک ہی اکائی کے دو جز ہیں روح نفسانی اگر خواب میں کسی بات یا کسی چیز سے لطف اندوز ہوتی ہے تو انسان جب جاگتا ہے ہشاس بشاس نظر آتا ہے۔ اور اگر روح نفسانی کو خوب میں کوئی ناگوار حادثہ پیش آجائے تو بعض دفعہ انسان سوتے میں ہی چیخنے چلانے لگتا ہے اور وہ سخت اندوہناک ہوتا ہے اور اگر خواب میں کہیں مارے پیٹے تو حیرت کی بات یہ ہے کہ اس مار پیٹ کے اثرات اور نشانات بھی بعض دفعہ انسان کے جسم پر نمودار ہو جاتے ہیں جنہیں انسان جاگنے کے بعد خود مشاہدہ کر سکتا ہے۔ ان اقسام کی روحیں کے باہمی تعلق کے بارے میں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھنی چاہے کہ ایک قسم کی روح کے خاتمہ سے دوسری خود بخود ختم ہو جاتی ہے اس کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک شخص سویا ہوا کوئی خواب دیکھ رہا ہے دوسرے شخص نے اسے سوتے میں قتل کر دیا تو روح نفسانی خواب گاہ میں بھی سیر کرتی ہو گی اب دوبارہ اس جسم میں داخل نہیں ہو گی اسی طرح اگر دوران خواب اگر وروح نفسانی کو اللہ تعالیٰ قبض کر لیں تو روح کی کارگزاری یعنی دوران خواب خود بخود ختم ہو جائے گی اور انسان پر موت واقع ہو جائے گی۔

روح کے مختلف اطلاقات

قرآن مجید۔ وحی۔ امر الٰہی۔ حضرت عیسیٰ۔ جبرائیل۔ النفخ۔ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔[40] ترجمہ: سو اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح (قلوب و ارواح) کی وحی فرمائی۔ وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ[41] ترجمہ: اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اُتارا ہوا ہے اُسے روح الامین لے کر اُترا۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ[42] ترجمہ: روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ (۴) اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ[43] ترجمہ: حقیقت صرف یہ ہے کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جسے اس نے مریم کی طرف پہنچا دیا اور اس (کی طرف) سے ایک روح ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ:[44] ترجمہ: اسے روح الامین (جبرائیل) لے کر اترا۔ (۶) نفخ (قرآن مجید میں جہاں بھی نفخ روح کا ذکر ہے وہاں روح معنی "ریح" ہے ریح ہوا کو کہتے ہیں اور ہوا کو ریح اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ روح سے پیدا ہوتی ہے اور یہ ہوا جب کسی خاص چیز میں داخل ہو جائے تو اس عمل کو پھونکنا کہتے ہیں۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہے۔ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْــٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ[45] ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل جیسا (ایک پتلا) بناتا ہوں پھر میں اس میں پھونک مارتا ہوں سو وہ اڑنے والا پرندہ ہو جاتا ہے۔

قرآن اور وحی کو روح کہنے کی وجہ

جس طرح بدن کی حیات کے لئے روح ہے اسی طرح روح کی حیات کے لئے وحی ہے قرآن حکیم میں کافر کو میت (مردہ) اَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ[46] ترجمہ: بھلا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس کے لئے نور پیدا فرمایا وہ اس کے ذریعے لوگوں میں چلتا ہے۔ صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں۔ "مردہ سے کافر اور زندہ سے مومن مراد ہے کیونکہ کفر قلوب کے لئے موت ہے اور ایمان حیات ہے"۔[47] اکثر مفسرین کرام نے سورۃ الشوری کی آیت کے تحت لکھا ہے کہ یہاں قرآن کریم کو روح کہا گیا ہے اور کیونکہ جس طرح روح جسم کو زندہ رکھتی ہے اسی طرح قرآن حکیم دلوں کو دائمی زندگی عطا کرتا ہے اور جہالت و کفر کی موت سے نجات بخشتا ہے۔ پیر کرم شاہ الازہری

لکھتے ہیں "روح سے وحی مراد ہے جس طرح روح سے ہر چیز کی زندگی ہے اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ وحی الٰہی حیات بخش ہے زندہ ہونے کو تو لوگ نزول قرآن سے پہلے بھی زندہ تھے لیکن اس روح پاک کے نزول کے بعد حجاز کے صحراؤں میں جس حسین و جمیل زندگی کے چمستان آباد ہوئے اس سے تو دنیا کی نگاہیں آشنا نہ تھیں"۔[48] علامہ زبیدی نے کہا کہ قرآن، وحی اور امر الٰہی کو روح اس لئے کہا گیا ہے لانہ حیاہ من موت الکفر"[49] کیونکہ یہ کفر کی موت سے حیات ہے۔

عقیدہ تناسخ ارواح کا اسلامی تعلیمات سے تقابلی جائزہ

تناسخ کا عقیدہ دین اسلام کے مبنی بر اعتدال تعلیمات سے یکسر متصادم ہے دین اسلام کی رو سے دنیا کی زندگی ہی ہمارا پہلا اور آخری امتحان ہے اس میں تناسخ کا کوئی تصور نہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡہَا الۡمَوۡتَ اِلَّا الۡمَوۡتَۃَ الۡاُوۡلٰی ۚ وَ وَقٰہُمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ۔[50] اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے اور اللہ نے انہیں آگ کے عذاب سے بچالیا ہندو مت میں فلسفہ کرم کے تحت انسان کسی بھی جاندار حتی کہ کیڑے مکوڑے کی صورت میں پیدا ہوتا رہے گا جب کہ دین اسلام میں ایسا کوئی مافوق العقل اور مضحکہ خیز تصور نہیں ملتا انسان کو اللہ کریم نے اشرف المخلوقات کا اعزاز دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ وَ حَمَلۡنٰہُمۡ فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ وَ رَزَقۡنٰہُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلۡنٰہُمۡ عَلٰی کَثِیۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِیۡلًا ۔[51] اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۔[52] بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا قرآنی تعلیمات کے مطابق یہ دنیا دار الامتحان ہے اور ایک آزمائش گاہ ہے۔ صحت مندی یا معذوری امیری یا غریبی کی صورت میں پیدا ہونا دراصل ایک ابتلاء ہے جیسے کہ ارشاد باری تعالی ہے الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۔[53] وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے اور وہی عزّت والا بخشش والا ہے اسی طرح کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ بھی اسی آزمائش کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗۤ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ۔[54] اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

تناسخ کے برعکس عقیدہ حیات بعد الموت دین اسلام کے اساسی عقائد میں سے ہے جس کا تذکرہ قرآن و حدیث میں سینکڑوں مقامات پر آیا ہے جس کے بارے میں ذرا سا شک و شبہ یا ابہام کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس حوالے سے مختلف مقامات پر ارشاد باری تعالیٰ وارد ہیں۔ نمونہ چند ایات نقل کی جاتی ہیں۔ وَ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ؕ[55] اور آخرت پر یقین رکھیں لَہُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ وَّ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ[56] اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّقُوۡلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے ربّ ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ نَصِیۡبٌ مِّمَّا کَسَبُوۡا ؕ وَ اللّٰہُ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ۔[57] ایسوں کو ان کی کمائی سے بھاگ ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے

خلاصہ بحث

ہندوؤں کے لئے موت آخری مراحلہ نہیں ہے بالکل وہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ کئی بار کسی بھی شکل میں دوبارہ پیدا ہونگے اس چکر کو آسانی کے لئے یوں پیش کیا جاتا ہے۔ تناسخ کا یہ اذیت ناک اور ذلت امیز نظریہ دراصل خود ساختہ اور ضعیف الاعتقادی ہے جس

کے ہندو معاشرے پر کئی ایک مذہبی، نفسیاتی اور یگر اثرات مرتب ہونگے دراصل ویدووں میں اس عقیدہ کا تصور موجود نہیں ہے یہ بعد کی اختراع ہیں کہا جاتا ہے کہ ہندووں کی اونچی ذات برہمن نے اپنی اعلیٰ حیثیت اور برتری برقرار رکھنے کے لیے اسے گھڑ لیا ہے۔۔ قنوطیت اور عدم و مساوات پر پر مبنی یہ عقیدہ موجودہ ہندووں کا مشترک عقیدہ ہے دین اسلام دراصل ایک کامل آفاقی دائمی اور رب کائنات کا پسندیدہ دین ہے اس کی تعلیمات انتہائی متوازن اور انسانی نفسیات کے عین موافق ہے خودساختہ بے بنیاد متضاد اور بنیادی عقیدہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

تناسخ

تناسخ یا سمسارا ہندووں کا بنیادی اور اہم عقیدہ ہے۔

اس عقیدہ کی رو سے جزاو سزا کے لئے کوئی الگ دن نہیں ہے انسان اپنے اعمال کی پاداش میں اسی دنیا میں جونی چکر کے ذریعے دوسرے جنم میں پاتا ہے اچھے اعمال پر اچھا جنم ملتا ہے جبکہ برے اعمال کی بدولت برا جنم ملتا ہے۔

یہ اسلام کے بنیادی عقائد خصوصاً بعث بعد الموت سے متصادم ہے اسلام میں دنیا دار العمل ہے جزااور سزا کے لیے ایک الگ جہاں ہے جسے قیامت کہا جاتا ہے عمدہ اعمال کا بدلہ جنت جبکہ بے اعمال کا بدلہ جہنم ہے۔

عقل کی میزان پر پرکھنے سے بھی تناسخ کا فلسفہ غلط ہے اور مشاہدات کے بھی منافی ہے۔

قطعی نصوص تناسخ کی نفی کرتے ہیں قرآن کی کسی بھی ایت سے تناسخ کا اثبات نہیں ہوتا بلکہ اس معاملہ میں قرآن نے صراحتاً اس کی نفی کی ہے۔

اسلام اور ہندومت میں مختلف عقائد اور افکار میں مماثلت

☆ دونوں مذاہب میں مماثلت

☆ دونوں مذاہب میں عقد نکاح مشروع ہے

☆ دونوں مذاہب میں تعدد ازواج جائز ہے البتہ ہندو دھرم میں ایک بیوی پر اکتفا کرنا افضل ہے۔

☆ دونوں مذاہب میں محرمات ابدیہ سے نکاح حرام ہے البتہ ہندو دھرم میں ماں یا باپ کی جانب سے سات پشتوں تک شادی حرام ہے۔

☆ جبکہ اسلام میں جائز ہے۔

☆ دونوں مذاہب میں نابالغ کی شادی جائز و درست ہے۔

☆ دونوں مذاہب میں حالت حیض میں عورت سے اجتناب واجب ہے۔

☆ دونوں مذاہب میں پردہ مشروع ہے البتہ ہندو دھرم میں شادی بیاہ اور پوجا کی رسموں کے موقعوں پر مردوں سے اختلاط جائز ہے

☆ دونوں مذاہب وحی اور الہام کے قائل ہیں ہندووں کے نزدیک ویدووں کا پورا متن الہامی ہے اس کے علاوہ اسے شروتی "سنا ہوا" سے تعبیر کرتے ہیں ☆ قرآن مجید کا وحی اور کلام الہی ہونا اعیاں راچہ بیاں کے مصداق ہیں۔

☆ دونوں مذاہب میں مذہبی کتب کے احترام اور تقدیس کا جذبہ پایا جاتا ہے

☆ دونوں مذاہب میں شریعت کی تنفیذ اور عدل کے انصاف کے قیام کے لیے مذہبی حکومت کا قیام ضروری ہے

☆دونوں مذاہب میں عدل وانصاف کا قیام ہی شریعت کا مقصود ہے۔

☆دونوں مذاہب میں خدا کو کائنات کے نور تعبیر کیا گیا ہے اور اسے ازلی و محیط مانا جاتا ہے اور اس کی قدرت اور طاقت کو لا محدود سمجھنا جاتا ہے۔

دونوں مذاہب کے عقائد وافکار میں اختلاف

☆عقیدہ تثلیث:ہندو دھرم عقیدہ تثلیث کا قائل ہے اس کے نزدیک تخلیق کا ذمہ دار برہما ہے مخلوقات کی حفاظت کا ذمہ دار وشنو،اوراشیاء کو ہلاک اور برباد کرنے کا ذمہ شیو ہے۔

جبکہ اسلام عقیدہ توحید کا قائل ہے اس کے نزدیک تخلیق موت وحیات اور کائنات کی تدبیر کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

مادہ اور روح کے بارے ہندو عقیدہ: جدید ہندو مذہب کے مطابق مادہ اور روح دونوں ازلی اور ابدی ہیں جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ مادہ اور روح میں کوءی فرق نہیں بلکہ ان دونوں کو خالق کا درجہ حاصل ہے اس اعتبار سے خدا بھی مادہ اور روح کا محتاج ہوا۔

جبکہ اسلام نے اس عقیدہ کو باطل اقرار دیا ہے اور ہر چیز کا ذات خداوندی کے سامنے محتاج ہونا اور ذات خداوندی بے نیاز ہونا ثابت کیا ہے اور ہر چیز کی خالقیت کا اثبات صرف ذات خداوندی کے لیے ہونا جابجا قرآن کریم میں مذکور ہے اس لیے اسلام میں اس عقیدہ باطل کی کوءی گنجاءش نہیں

ہندو مذہب میں نجات کے تین طریقے ہیں علم، عمل، ریاضت، جبکہ اسلام میں نجات کے دو طریقے ہین ایمان، عمل، ریاضت کوءی ایک الگ شعبہ نہیں بلکہ عبادات کا ایک جزو ہے عبادات دو طرح کی ہیں ایک بدنی، دوسری مالی۔ دین۔ان دونوں کے مجموعے کو کہتے ہیں۔

تناسخ ارواح کا تصور: ہندو مذہب کے بنیادی کے عقاید میں تناسخ یا او گوان بھی شامل ہے جس کے مطابق ہر انسان ایک مرتبہ مرنے کے بعد دوبارہ نیے وجود کے ساتھ جنم لے کر دنیا میں آتا ہے

جبکہ اسلام کا تصور اس کے بالکل برعکس اور مبنی بر حقیقت ہے اور وہ یہ کہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ آخرت میں ملے کا بلکہ نیک اعمال کا بدلہ جنت کی صورت میں، اور برے اعمال کا جہنم کی صورت میں دیا جاءے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض اوقات انسان کو ان کے اعمال کا بدلہ دنیا میں بھی دیا جا سکتا ہے۔

ہندو دھرم عقیدہ اگوان اور اسلام عقیدہ آخرت کا قاہل ہے

ہندو دھرم عقیدہ اوتار اور اسلام عقیدہ رسالت کا قاہل ہے

ہندو دھرم بت پرستی، مورتی پوجا کا قاہل ہے جبکہ اسلام مورتی پوجا کا شدید مخالف ہے

اسلام کے نزدیک تمام نوع انسان برابر ہیں کسی کو کسی پر نسلی اور پیداءشی لحاظ سے فوقیت حاصل نہیں ہے جبکہ ہندو دھرم نسلی اور پیداءشی لحاظ سے انسانوں کو چار ورنوں اور ذاتوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اور پیداءشی لحاظ سے برہمن کو افضل اور شودر کو ذلیل مانتا ہے

ہندو دھرم میں ویدوں سے شودروں اور عورتوں کے لیے استفادہ جایز نہیں جبکہ قران کریم کی تعلیمات سے استفادہ پوری نوع انسانی کے لیے عام ہے

اسلام میں ختنہ مشروع ومسنون ہے جبکہ ہندو دھرم میں غیر مشروع ہے۔

اسلام کے نزدیک مقصد حیات بندگی رب کے ذریعے اس کی رضا اور خوشنودی کا حصول ہے جبکہ ہندو دھرم میں نروان کا حصول یعنی (روح کا برہما کی ذات میں جاملنا اور او گوان کے چکر سے نجات پا جانا) ہے

اسلام عقیدہ حلول اور اتحاد کا مخالف اور ہندو دھرم اس کا قائل ہے

اسلام کے نزدیک نجات کا دارومدار بندگی رب پر ہے جبکہ ہندو دھرم میں نجات کا حصول کرم مارگ اور گیان مارگ کے ذریعہ ہوتا ہے۔

اسلام میں رہبانیت حرام اور ہندو دھرم میں مسنون و مستحب ہے۔

اسلام کے نزدیک ذات باری، تخلیق کائنات کے لیے کسی چیز کی محتاج نہیں بلکہ برہما تخلیق کے وقت مادہ تکوین و تخلیق اور ارواح کا محتاج تھا۔

ہر قوم میں رسول آتے رہتے ہیں لیکن ہندو دھرم میں کوئی رسول نہیں آیا

سلام نے ذات پات کی تقسیم سے منع فرمایا اس کے نزدیک تمام انسان برابر ہیں جبکہ ہندومت میں ذات پات کی تفریق بین الناس کی بنیاد رکھی جو معاشرتی زندگی کا نہایت ہی بھیانک پہلو ہے۔۔

حوالاجات

[1] روح کی تاریخ، ہندومت آتما، تحقیق وترجمہ یاسر جواد، نگارشات پبلشرز، 24مزنگ روڈ لاہور، 2017، ص51۔

[2] فلپ، کاکاگان مائیکل، دنیا کے قدیم وجدید مذاہب، ترجمہ طاہر منصور فاروقی، ص147

[3] شریمد بھگود گیتا، ص63

آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا، طبع اول، اہتمام دانش گاہ پنجاب، [4] ۱۹۷۸

امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن، جلد2، ص595 [5]

ابن منظور الافریقی، لسان العرب مطبوعہ نشرادب المحورۃ ایران، ہجری1405، جلد15، ص302-304۔ [6]

۔ مجمع بحار الانوار، مطبوعہ مکتبہ دار الایمان مدینہ منورہ، 1415 ہجری،، جلد ۲۱، ص393- [7] 394

علامہ بدر الدین عینی، عمدۃ القاری،، مطبوعہ مصر، 1348 ہجری، ج،2، ص [8] 201

[9] سید احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ، لاہور، 1977، ص628

[10] الشہرستانی، ابوالفتح محمد بن عبد الکریم بن ابی بکر احمد، الملل والنحل، ج،2، ص113،، طبع کیوزن، لنڈن، 1844

[11] تقابل ادیان، ابو خالد ابراہیم، عبد المالک المدنی، 107، الرحمہ ایجوکیشن سوسائٹی کراچی، اشاعت، 1982

[12] اسلام اور مذاہب عالم، محمد شارق، ماڈیول، 153، علوم اسلامیہ پروگرام، اسلام آباد

[13] بربدرنانگا اپنشد، حصہ:4، باب، 4

[14] مولانا ابو الکلام آزاد، "ترجمان القرآن" جلد1، ص344

[15] البیرونی ابوالریحان، محمد بن احمد الخوارزی، تحقیق ماللھند من مقولۃ مبقولۃ فی العقل اومرزولۃ، عالم الکتب بیروت، 1413، ص47

[16] الشہرستانی، ابوالفتح محمد بن عبد الکریم بن ابی بکر احمد، الملل والنحل، ج،2، ص113

[17] دیانند سرسوتی، ستیارتھ پرکاش۔ لاہور،، 1927، جلد اول، ص352

[18] سوامی دیانند، سیتیارتھ پرکاش، 1898، ص42

[19] چوہدری روشن لعل، گیتا پرکاش، ص32

[20] داس گپتا، تاریخ ہندی فلسفہ، جلد2، ص674

[21] داس گپتا، تدونونا ریخ ہندی فلسفہ، جلد 1، ص155
علامہ سید، مرتضی حسنی زبیدی، تاج العروس، جلد6، ص407، مطبوعہ مطبعہ میمنہ، مصر، ہجری1306 [22]
النہایہ،، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت،1418 ہجری، جلد ۲، ص246 [23]
۔ تاج العروس، مطبوعہ مطبعہ میمنہ، مصر،1306 ہجری، جلد ۲، ص [24] ۱۴۷،۱۲۲
تہذیب نفس، نشان منزل پبلی کیشنز، لاہور [25] . ص ۱۹۹۹
امام غزالی، انسانی روح کی حقیقت، جلد2، ص [26] 155
۔ التعریفات،، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ص [27] 82
[28] الفتاوی۔ الرضویۃ، المخریجۃ فی ضمن الرسالۃ المبارکۃ المسمات الوفاق بین سماع الدفین وجواب الیمین، ص889 /890
[29] کتاب الزھد والرقائق، لابن المبارک، باب فی طلب الحلال، برقم:552، ص330
[30] شرح الصدور، باب مفر الارواح، ص236
[31] شرح الصدور، باب مفر الارواح، ص236
[32] بحوالہ فیض الباری، ص334، جلد3
[33] القرآن، بنی اسرائیل:۸۵
[34] جامع ترمذی، جلد دوم، ص450-451
[35] ابن قیم بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین الجوزیۃ الروح فی الکلام علی الارواح الموات والحیاہ بالدلائل من الکتاب والسنۃ، ص144، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
[36] المومنوں23:-100۔99
۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق، من کی دنیا، ص79 [37]
[38] ۔ مولانا عبید الرحمن کیلانی، روح عذاب قبر اور سماع موتی۔ ص14۔
امام غزالی، کیمیائے سعادت، ص [39] 49
القران، الشوری، [40] ۵۲:۴۲
۔ القران، الشعراء، ۲۶:۱۹۲۔ [41] ۱۹۳
۔ القران، آل عمران، [42] ۴۳:۶۳
القران، النساء، ۱: ۴ [43] ۱۱۸
القران، الشعرائ ۲۶۹: [44] ۱۹۳
القران، آل عمران، [45] ۴۹:۳.
القران، الانعام [46] ۱۲۲:۶۔
۔ نعیم الدین مراد آبادی، خزائن القران،، ص185، قدرت اللہ کمپنی، لاہور [47]
۔ پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القران، جلد ۲، ص، [48] ۵۵۶
[49] : تاج العروس، جلد، ۶، ص، ۴۰۹
[50] القران، الدخان ۴۴:۵۶
[51] القران، الاسری ۱۷:۷۰
[52] القرن، التین ۹۵:۴
[53] القران، الملک ۲۷:۲

[54] القران، الانفعال۸:۲۹

[55] القران، البقرہ۲:۴

[56] القران، البقرہ۲:۱۱۴

[57] القران، البقرہ۲:۲۰۱۔۲۰۲